شہزادے سے غلام

بقلم
ژیلہ ظفر

غلام شہزادے سے

آج سے ۱۵۰۰ سو سال قبل، عرب کے شہر مکہ میں ،ایک قبیلہ آباد تھا۔-اُس قبیلے کے شہزادے کا باپ اسی وقت فوت ہو گیا تھا جب شہزادہ کم عمر تھا۔انہیں انکے چاچا نے پالا تھا، شہزادہ بہت ہی مالدار اور امیر تھا۔

دمشق اُس زمانے میں دنیا کا امیر ترین شہر ہوا کرتا تھا، وہاں دنیا کی مشہور ترین درس گاہیں (یونیورسٹی) موجود تھیں۔ دنیا بھر کے لوگ تعلیم حاصل کرنے انہی درسگاہوں میں آتے تھے۔اس شہر میں شاعری اور مختلف ہنر کے سالانہ مقابلے لگتے،اور جو اُن مقابلے میں جیت کر آتا اسکے تو ہر طرف چرچے ہو جاتے۔اس شہر کا کپڑا دنیا بھر کے امراء میں پسندیدہ ترین تھا اور مہنگا ہونے کے سبب اسے عام لوگ خرید نے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ لیکن مکّہ کا یہ شہزادہ اپنا لباس دمشق سے منگوایا کرتا تھا، اسکے ایک ایک لباس کی قیمت ۲۰۰ دینار ہوا کرتی تھی۔

اکثر لوگ یہ بھی کہتے ہیں کے یہ اپنا ایک لباس پہننے کے بعد دوبارہ اسے نہ پہنتے تھے۔انکے ہر جانب غلاموں اور کنیزوں کی فوج ہوتی تھی۔

اس شہزادے کا نام تھا "مصعب بن عمیر"

سیرت صحابہ رضوان اللہ اجمعین

--------×----------×---------

"سنو لڑکے ! جلدی جلدی ہاتھ چلاؤ، یہ سارے کا سارا مشروب جلد از جلد محفل میں پہنچانا ہے" مہ کدے کے مالک نے اپنے غلام لڑکے کو ڈپٹتے ہوئے کہا

بس مالک تھوڑا سا رہ گیا ہے" غلام نے کہا"

آج تمام سرداروں کی محفل لگی تھی، جب بھی ایسی محفلیں لگا کرتی، مہ کدے کے مالک کی چاندنی ہو جاتی۔ سرداران مکہ دل کھول کر مشروبات پر پیسے لوٹاتے۔ اسی لیے ذرا سی بھی دیری مالک کو منظور نہ تھی۔

یہ خوشبو!۔۔۔۔ کتنی خوبصورت مہک ہے"

یہ۔۔۔۔"کام کرتے ہوئے اچانک ہی غلام لڑکے نے کہا۔ اسے فضاء میں یکدم ہی ایک مسحور کن مہک محسوس ہوئی تھی۔

لگتا ہے مصعب بن عمیر تشریف لا رہے ہیں،" یقیناً آج کی محفل میں وہ بھی مہمان ہونگے" مالک نے جواب میں چہکتے ہوئے کہا

آپکو کیسے پتہ مالک؟" غلام نے پوچھا"

اس خوشبو سے۔۔۔ سارا مکہ جانتا ہے کہ ایسی" خوشبو صرف مصعب ہی لگاتے ہیں۔ بلکہ مجھے تو لگتا ہے کہ یہ عطر پورے عرب میں صرف انہی کے پاس ہوتا ہے۔"

کیوں ؟"غلام لڑکا شاید یہاں نیا آیا تھا"

کیونکہ یہ عطر بے حد مہنگا ہے، اور سارے مکّہ "
میں کسی کی بھی اتنی استطاعت نہیں کہ وہ اتنا
مہنگا عطر خرید سکے۔ انکے عطر کی خوشبو دور سے
ہی آنے لگتی ہے۔ اور جس جگہ سے یہ گزرتے
ہیں، وہاں آدھے دن تک وہ خوشبو بسی رہتی ہیں
یہاں تک کہ لوگ خوشبو سونگھ کر ہی بتا دیتے
ہیں کہ آج کے دن یہاں سے مصعب کا گزر ہوا
ہے"

واہ۔۔۔ یہ تو بڑے امیر ہیں آقا۔۔۔""
غلام مرعوب ہوا۔

ہاں تبھی تو کہہ رہا ہوں کے جلدی جلدی"
مشروب تیار کرو، تاکہ وہاں سے آج رات اچھی
کمائی ہو۔۔"مالک اسے کہہ کر دوبارہ سے
مشروب کے پیالوں کی جانب متوجہ ہوا۔

اسی لمحے وہاں سے ایک سواری گزری، آس
پاس کی دکانوں پر موجود لوگ اپنے اپنے کام
چھوڑ کر اشتیاق سے اسے دیکھنے لگے اور اُن
لوگوں میں غلام لڑکا بھی شامل تھا۔ اُس نے
دیکھا کہ ایک بے حد خوبصورت اونٹ پر ایک
سجیلا اور طاقتور جوان موجود ہے، چہرہ اُسکا بہت
ہی دلکش اور پرکشش تھا کہ ایک بار دیکھنے والا بار
بار دیکھے۔ کچھ ہی لمحوں میں اسکی سواری وہاں
سے آگے بڑھ گئی لیکن فضاء اسکی خوشبو سے
معطر ہو چکی تھی۔۔۔۔

----×------------×----------

یثرب کی سرحد پر اس وقت گہما گہمی کا عالم تھا۔ قبیلہ خزرج کے تمام خاندان، حج کے لیے مکہ کی جانب سفر کرنے کو تیار تھے، بس پیچھے رہ جانے والے، حج پر جانے والوں کو آخری الوداعی کلمات کہہ رہے تھے کہ اتنے میں صدا لگانے والے نے اعلان کیا۔۔۔

"قبیلہ نجّار کا اسعد بن زرارہ کہاں ہے؟ اسے ہمارے ساتھ حج پر نہیں جانا تھا کیا؟" اس آواز کے آتے ہی لوگوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ اور ایک ہل چل سی مچ گئی۔

"اے اسعد بن زرارہ کہاں ہے؟۔۔۔۔"

قافلہ نکلنے کو تیار تھا کہ تبھی ایک پر جوش نوجوان گھوڑا دوڑاتے ہوئے آیا اور قافلے والوں کے ساتھ شامل ہو گیا تو لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔

"ارے تم کہاں رہ گئے تھے؟" عوف بن حارث نے، جو کہ اسعد کے ہی قبیلے نجار سے تھے، پوچھا۔ قافلہ سست روی سے منزل کی جانب سفر کرنا شروع ہو چکا تھا۔

"میرے قبیلے کے ایک شخص کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا۔" اسعد نے بتایا

"کس بات پر؟"

"اُس نے یہودی سے قرض لیا تھا، قرض تو وہ کب کا ادا کر چکا ہے لیکن یہودی کا کہنا ہے کہ

سود ختم نہیں ہوا ہے، اور بدلے میں یہودی نے
اُسکا باغ ضبط کر لیا ہے "اسعد نے دکھ سے بتایا
یہ تو یہودیوں کا روز کا معمول ہے "عوف نے ''
دکھ سے کہا۔ غالباً یثرب والے یہودیوں کی
سازشوں سے تنگ تھے
پہلے تو یہ ہم سے جنگ میں ہار جایا کرتے تھے، ''
لیکن اب تو ہم ان سے قرض لے لے کر، مالی
طور پر اتنا کمزور ہو گئے ہیں کہ ان سے جنگ کرنا
مشکل ہو گیا ہے "
ہم پر قرض نہ ہوتا تو انہیں ہرانا کون سا مشکل ''
کام ہے؟ سب جانتے ہیں کہ یہودی کتنے بزدل
ہیں، جیسے ہی جنگ شروع ہوتی ہے یہ میدان
چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں اور قلعے میں بند
ہو جاتے ہیں "عوف بن حارث نے غصّے سے کہا
اور پھر کہتے ہیں کہا ہماری تورات میں لکھا ہے ''
کہ ایک نبی آنے والے ہیں اور انکا نام احمد ہو گا،
اور ہم اُن سے مل کر تمہارے ساتھ جنگ
کرینگے تو تم لوگ مغلوب ہو جاؤ گے "اسعد بن
زرارہ نے یہودیوں کا وہی جملہ دھرا دیا جو وہ
لوگ کئی صدیوں سے سنتے آ رہے تھا۔ وہ اپنے
کسی نبی کا انتظار کر رہے تھے۔
یا اسعد!۔۔۔ کیا وہ نبی انکے ساتھ مل کر ''
ہمارے خلاف لڑیں گے؟ جبکہ ہم تو حق پر
ہیں؟ "عوف بن حارث نے پوچھا

میں نہیں جانتا۔۔۔لیکن مجھے اتنا معلوم ہے“

کہ نبی ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے ہیں"اسعد نے

جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔

یہ قافلہ ٹھیک پانچ دن بعد حج کے لیے مکّہ پہنچنے

والا تھا۔لیکن انہیں پتہ نہ تھا کہ انکی قسمت کیسے

بدلنے والی ہے اور تاریخ انہیں تا قیامت یاد رکھنے

والی ہے۔۔۔۔

+----------+----------+------

مرحبا یا مصعب۔۔۔!"جیسے ہی مصعب“

سرداران کی محفل میں داخل ہوئے تو

مصعب سرداروں نے انہیں خوش آمدید کیا۔

اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھ گئے

آج یہ محفل کس وجہ سے ؟"مصعب نے“

سوال کیا

کیا بتائیں تمہیں،مکّہ میں ہمارے ہی ایک بھائی“

نے عجیب سا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے وہ مسئلہ اب

مصیبت بنتا جا رہا ہے"اُمیہ بن خلف جو کہ مکّہ کا

ایک سردار تھا بولا

کیسا مسئلہ ؟"مصعب کو گویا اس مسئلے کی خبر نہ“

تھی

وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے،اور وہ ہمارے“

باپ دادا کو گمراہ کہتا ہے،اور کہتا ہے کہ جن

بتوں کو ہم پوجتے ہیں اسے چھوڑ دیں" عمرو

بن ہشام (ابّو جہل) نے جواب دیا

کون ہے یہ شخص ؟"مصعب نے پوچھا"

میرا بھتیجا، محمّد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"ابّو لہب نے جواب دیا تو مصعب حیران رہ گئے۔

---------+---------+--------

قافلہ یثرب سے مکّہ پانچ دنوں کے سفر کے بعد پہنچ چکا تھا، اور حج بھی پورے زور و شور سے جاری تھا۔اُس وقت لوگ حج اسی طرح کرتے تھے جس طرح حضرت ابراہیم اور اسمعیل (علیہم السلام) نے کیا تھا البتہ بیت اللہ میں بہت سارے بتوں کو لا کر رکھ دیا گیا تھا۔ جن میں مشہور بت لات، عزی اور منات تھے۔اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث اور اپنے چار دیگر ساتھیوں کے ساتھ ایک درخت کے سائے میں بیٹھے تھے۔ تبھی انہوں میں دیکھا کہ ایک جگہ تھوڑا بہت ہجوم لگا ہے۔

وہاں کیا ہو رہا ہے ؟"عوف نے پوچھا"

ایک شخص خود کو نبی کہتا ہے اور حاجیوں کو اللہ" کی طرف بلاتا ہے، اور بتوں کو چھوڑنے کہتا ہے "اُن میں سے ایک نے جواب دیا تو باقی سب حیران رہ گئے۔کچھ ہی دیر میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ انکے پاس آئے۔۔۔آپ ﷺ کو آتا دیکھ کر یہ نوجوان مبہوت رہ گئے۔اتنا پُر نور چہرہ انہوں میں آج تک نہ دیکھا تھا۔ ہمارے نبی ﷺ نے اُن کے پاس پہنچ کر سلام کیا اور انکے پاس بیٹھنے کی

اجازت مانگی۔اور انہیں کون اجازت نہ دیتا؟۔۔۔ہمارے پیارے نبی ﷺ نے انہیں بتایا کہ وہ اللہ کے آخری رسول ہیں،اور انہیں دین اسلام کی طرف دعوت دی،انہیں اچھی باتیں بتائی اور قرآنِ پاک کی آیات پڑھ کر سنائیں۔ایسا شیریں لب ولہجہ،ایسا اندازِ بیان اور ایسا خوبصورت کلام اُنہوں نے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔وہ مسحور سے ہو کر رہ گئے۔پھر ہمارے نبی ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ کیا وہ ایمان لائیں گے؟

"اے اللہ کے نبی۔۔۔ہم آپس میں بات کر کے فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔اور پھر آپکو کچھ دیر میں جواب دیتے ہیں۔"انہوں نے اجازت چاہی تو ہمارے نبی ﷺ نے انہوں بخوشی اجازت دی اور آگے دیگر لوگوں کی جانب بڑھ گئے۔

"مجھے یقین ہے کہ یہ اللہ کہ وہی نبی ہیں جنکے بارے میں یہودی ہمارے آباؤاجداد کو بتاتے تھے۔"اسعد بن زرارہؓ نے کہا۔باقی سب تو اب تک نبی ﷺ کی مسحور کن گفتگو سے باہر ہی نہ آ سکے تھے۔

"پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟"اُن میں سے ایک نے پوچھا۔

"ہمیں چاہئے کہ ہم ان پر ایمان لیے آئیں،وہ یقیناً حق بات کہتے ہیں۔اور ہم انکو اپنے شہر آنے کی دعوت دیں۔وہ یقیناً ہمیں یہودی کے ظلم و سازشوں سے نجات دلانے کا باعث بنے گے"

عوف بن حارثؓ نے کہا اور سب نے اس بات پر

اتفاق کیا۔ پھر یہ تمام نوجوان ہمارے نبی ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دل سے اللہ اور

اسکے رسول پر ایمان لے آئے۔ ہمارے نبی نے

ان سے کہا کہ وہ واپس جانے کے بعد اللہ کا پیغام

اپنے لوگوں کو پہنچائے، اور اُن میں سے جو جو

ایمان لائے انہیں اگلے سال حج پر آتے ہوئے

نبی ﷺ کے پاس لائیں۔ انہوں نے وعدہ کیا

کہ

اے اللہ کے نبی! ہم نہ صرف اپنے، بلکہ قبیلہ ''

اوس کے لوگوں میں بھی جو ہمارے بھائی ہیں،

اُن تک آپکا پیغام پہنچائے گے "اور اس طرح یہ

لوگ ہمارے نبی ﷺ سے وعدہ کر کے واپس

چلے گئے۔

----------+----------+--------

مصعب بن عمیر کی خوش بختی کے اُنہوں نے

ایک صحابی سے قرآنِ پاک کی کچھ آیات سنی اور

پھر دین اسلام کے بارے میں سنا تو کہہ اُٹھے

"واللہ! ان میں سے کوئی ایک بات بھی تو غلط

نہیں ہے۔۔۔ ہمیں جھوٹ بولنے، زنا کرنے،

دوسروں کا مال ناحق چھیننے سے منع کیا گیا ہے

اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو کہا

گیا ہے۔" اللہ نے فضل کیا اور انکا دل ایمان کے

نور سے جگمگا اٹھا۔

"محمد ﷺ کہاں ہیں ؟"مصعب نے پوچھا وہ جلد سے جلد حضور ﷺ سے ملنا چاہتے تھے

وہ درالارقم میں موجود ہیں "مصعب بن عمیر" سیدھا دارالارقم پہنچے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

----------+--------+--------

مکّے میں جو بھی مسلمان ہوتا اُس پر ظلم اور ستم کے پہاڑ توڑ دیئے جاتے۔ مصعب بن عمیرؓ نے اپنا ایمان پوشیدہ رکھا تھا اور وہ نبی ﷺ سے چھپ چھپ کر ملنے جاتے تھے۔ ایک دن وہ چھپ کر نماز ادا کر رہے تھے کہ عثمان بن طلحہؓ نے اُنہیں دیکھ لیا (عثمان بن طلحہ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہو گئے اور وہ اور اُنکی نسل تا قیامت کعبہ کی کنجی کے متوالی ہوئے۔ لہٰذا ہم انکے نام کے ساتھ رضي الله عنہ ہی لکھیں گے)۔ عثمانؓ نے انکے چاچا کو جا کر بتا دیا کہ مصعب مسلمان ہو گئے ہیں۔ انکا چاچا یہ سن کر غضب ناک ہوا۔ اور انکے گھر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ گھر پہنچے انکا چاچا بولا:

کیا تم اُس محمد ﷺ کی باتوں پر ایمان لے" آئے ہو؟ جو ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے ؟"

وہ سچ کہتے ہیں، اور میں اُن پر ایمان لے آیا" ہوں "اُنھوں نے سچ سچ بتا دیا

یہ کیا بکواس ہے، سارا مکّہ جسے پاگل، دیوانہ اور" کاہن کہہ رہا ہے۔ تم بھی اسکی باتوں پر ایمان لے آئے ؟" چچا غضب ناک ہوا۔

والله چاچا! وہ کسی کاہن کا کلام نہیں ہو سکتا،"
میں نے اتنا خوبصورت کلام کبھی نہیں سنا۔ آپ
ایک بار وہ کلام سن لیں۔ آپ بھی گواہی دیں
گے کہ اللہ ایک ہے اور جن بتوں کو ہم پوجتے
ہیں وہ صرف پتھر ہیں۔"

بند کرو اپنی بکواس، تم نے آج تک دیکھا ہی کیا"
ہے؟ جن بتوں کو تم برا بھلا کہہ رہے ہو انکو
تمہارے باپ دادا بھی پوجتے تھے۔"

اُن تک توحید نہیں پہنچی تھی چاچا، لیکن میں"
توحید کو پہچان چکا ہوں اور ایمان بھی لا چکا
ہوں"

پھر اس گھر سے نکل جاؤ، چند دن اس گھر کے"
عیش و آرام سے دور رہو گے تو خود ہی توحید کا
بخار اتر جائے گا" مصعب بن عمیرؓ اپنے چاچا کی
اس سنگدلی پر حیران رہ گئے۔ ایسا ہی تو ہوتا ہے،
جب کوئی حق بات کہتا ہے تو اُسے ایسے ہی اپنے
رشتے اور دنیا کا عیش و آرام چھوڑنا پڑتا ہے۔

حضرت ابراہیم نے بھی جب اپنے باپ سے کہا
تھا کہ بتوں کی پوجا چھوڑ دیں، تو انکے باپ نے
بھی تو یہی جواب دیا تھا کہ نکل جاؤ میرے گھر
سے۔

ٹھیک ہے چاچا، آپکا مال و دولت آپکو مبارک"
ہو۔ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اب چلتا ہوں"
مصعب بن عمیرؓ نے بھی وہی جواب دیا جو کبھی
حضرت ابراہیم علیہ سلام نے اپنے باپ کو دیا
تھا۔ اور مصعبؓ جانے کے لئے مڑ گئے

رکو۔۔۔"پیچھے سے چاچانے آواز دی تو وہ"
رکے

یہ تن پر جو لباس پہنے جارہے ہو یہ تمہارے"
مشرک باپ کے حرام پیسوں کا ہے۔اسے بھی
یہیں اُتار کر جاؤ" چاچانے سفاکی سے کہا۔اُسے
امید تھی کہ اس بات کے بعد تو مصعبؓ ضد
چھوڑ دیں گے، لیکن اُسے معلوم نہ تھا کہ انکا
ایمان اتنا کمزور نہیں ہے۔مصعب بن عمیرؓ نے
اپنے جسم سے تمام لباس اتار دیا حتیٰ کے جسم پر
کپڑے کا ایک ٹکڑا نہ رہا۔اور وہ اسی حالت میں،
الف برہنہ گھر سے نکالے گئے۔جانے سے پہلے
اپنی ماں کے پاس آئے،جنکو اس واقعہ کی کچھ خبر
نہ تھی۔انہیں اس حالت میں دیکھ کر انکی ماں
نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

یہ کیا ہوا مصعب؟"ماں نے آنکھوں پر ہاتھ"
رکھے پوچھا

ماں تمہارا بیٹا موحد ہوا" مصعبؓ نے جواب دیا"
اور چل پڑے۔

زیادہ تر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ
حضور ﷺ کی خدمت میں اسی حالت میں پہنچے
کہ تن پر لباس کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔ہمارے
پیارے نبی ﷺ نے اُس وقت ایک چادر
کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔اُسے ہی اُتار کر
مصعب بن عمیرؓ کو دیا کہ فلحل وہی میسر تھی۔
مصعب بن عمیرؓ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

کہنے لگے کہ "میں ایمان لایا اللہ پر اور اسکے

رسول ﷺ پر، اور اپنی دور جاہلیت کی حرام

کمائی کا ایک ذرہ بھی ساتھ نہیں لے کر آیا۔"

ہمارے نبی ﷺ اور اللہ کی محبت میں مصعب

بن عمیرؓ نے اپنے رشتے اور گھر بار سب چھوڑ

دیا۔ پھر شب و روز نبی ﷺ کے پاس گزارتے

اور دین اسلام سیکھتے۔ رشتے چھوٹ گئے تو اللہ

نے صحابہ کرام کی صورت میں بھائیوں سے بڑھ

کر چاہنے والے ساتھی نصیب کیے۔ اور اس

طرح مصعب بن عمیر نے دین اسلام کی

تعلیمات واحکامات مکمل طریقے سے حاصل

کیے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک بار مصعب

بن عمیرؓ تشریف لائے تو اُنہوں نے ایک چادر

اوڑھ رکھی تھی اور اس میں بھی جگہ جگہ پیوند

لگے ہوئے تھے۔ اُنکی یہ حالت دیکھ

حضور ﷺ کو انکا وہ زمانہ یاد آ گیا جب وہ ناز و

نعمت میں رہتے تھے اور اب اُنکی فکر و فاقہ والی

حالت نظر آ رہی تھی۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ

کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ رونے لگے۔

(جامعہ ترمذی)

ایک اور جگہ حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے

کہ ایک بار حضرت مصعب بن عمیرؓ کو

حضور ﷺ نے سامنے سے آتے دیکھا، اُنہوں

نے ایک دنبے کی کھال کو کمر پر باندھ رکھا تھا

(یعنی پہننے کے لیے کچھ نہ تھا تو دنبے کی کھال کو لپیٹ لیا)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اس آدمی کی طرف دیکھو، جسکے دل کو اللہ نے نورانی بنا رکھا ہے۔ میں نے انکا وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جس زمانے میں انکے والدین انکو سب سے عمدہ کھانا اور سب سے بہتر مشروب پلایا کرتے تھے۔ اور میں نے ان پر وہ جوڑا بھی دیکھا ہے جو انہوں نے دو سو درہم کا خریدا تھا۔ اب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت نے انکا فکر وفاقہ والا وہ حال کر دیا ہے جو تم لوگ دیکھ رہے ہو" (بیہقی و طبرانی)

---------+-----------+------

حج کا مہینہ اگلے سال پھر جلوہ افروز تھا، قافلے جوق در جوق حج کے لیے مکّہ میں داخل ہو رہے تھے۔ ہمارے نبی ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ انہیں ایک صحابی نے اطلاع دی

اے اللہ کے نبی ﷺ! یثرب سے کچھ انصار“ آپکی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں"

انہیں آنے دو، وہ اسعد بن زرارہ کے ساتھ“ آئیں ہیں" ہمارے نبی ﷺ نے اجازت دی۔ اسعد بن زرارہؓ اپنے ساتھ گیارہ اور لوگوں کو لیکر داخل ہوئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک سال اپنے“ قریبی لوگوں میں اسلام کی تبلیغ کی اور یہ گیارہ

لوگ ایمان لائے ہیں۔ان میں سے کچھ قبیلہ اوس سے بھی ہیں"حضرت اسعد بن زرارہؓ نے کہا۔اسکے بعد محمد ﷺ نے اُن سے بیعت لی۔

یارسول ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی" ہمارے ساتھ یثرب چلیں،وہاں کے لوگ آپ کو دیکھ کر ضرور ایمان لائے گے"اسعد بن زرارہؓ نے عرض کیا لیکن پیارے نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ ابھی انہیں ہجرت کا حکم نہیں ملا ہے۔

توآپ ہمارے ساتھ اپنے کسی ایسے شخص کو" روانہ کردیں جو اسلام کی تعلیمات اوراحکامات ہمیں سکھائے۔اوریثرب کے لوگوں کو دین کی دعوت دے۔اسکی حفاظت کی ذمداری ہماری ہو گی"اسعد بن زرارہؓ کی یہ تجویز محمد ﷺ نے قبول فرمائی اور مصعب بن عمیرؓ کو انصار مدینہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔

مصعب بن عمیرؓ نے حضور ﷺ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کیا اور انصار مدینہ کے ساتھ روانہ ہو گئے

--------+------------+-------

پانچ دن کے سفر کے بعد یہ قافلہ یثرب پہنچ گیا۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ نے حضرت مصعبؓ کو اپنے گھر ٹھہرایا۔یہاں مصعبؓ دن رات لوگوں کو اسلام کی تعلیمات دیتے اور مشرکین کو اسلام کی طرف بلاتے۔وہ بہت اچھا

بولتے تھے، انکا اندازِ بیان دل موہ لیتا تھا۔ انکی بات سیدھا دل میں اترتی تھی۔ اور کچھ ہی عرصے میں وہ یثرب میں "مقری" کے نام سے مشہور ہو گئے۔ لوگ انہیں مصعبؓ کہنے کے بجائے مقري کہتے جسکے معنی ہیں استاد۔

ایک دن اسید بن حضیر اور انکے دوست سعد بن معاذ اپنی محفل میں بیٹھے تھے، جب ہی اچانک سعد نے کہا

یثرب کے شہر میں کوئی مکے کا شخص آیا ہے۔" وہ ہمارے کم عقل لوگوں کو بیوقوف بنارہا ہے۔ انہیں کسی نئے دین کی طرف بلاتا ہے اور کمزور لوگ اسکی باتوں پر ایمان لے آتے ہیں۔ اسکے ساتھ میری خالہ کا لڑکا اسعد بھی ہے۔ میں صرف اسعد کی وجہ سے اُسے کچھ نہیں کہہ رہا کیوں کہ وہ اُسکا مہمان ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ جائیں اور اس کو ڈانٹ کر آئیں۔ ہمارے محلے میں ایسی حرکتیں نہ کرے" سعد بن معاذ نے تفصیلاً کہا

ٹھیک ہے! میں دیکھتا ہوں" یہ کہہ کر اسید بن" حضیر نے اپنا حربہ (نیزہ) جو وہ ساتھ لے کر چلتے تھے اٹھایا اور مصعب بن عمیرؓ کے پاس پہنچے۔ وہ اور اسعدؓ ایک کنوے پر بیٹھے تبلیغ کا کام انجام دے رہے تھے۔ اسید بن حضیر کو آتا دیکھ کر اسعدؓ نے مصعبؓ سے کہا کہ

یہ ہمارے قبیلے کا سردار آرہا ہے۔ اسکے بارے" میں اللہ سے سچائی اختیار کرنا"

"اگر اُس نے بیٹھ کر میری بات سنی تو میں اسے ضرور سچ کی طرف بلاؤں گا" مصعبؓ نے جواب دیا۔

تم ہمارے کمزور لوگوں کو بیوقوف بناتے ہو؟"" اگر زندگی چاہتے ہو تو خاموشی سے ہمارے محلے سے چلے جاؤ" اسید بن حضیر نے سختی سے کہا

ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر"" آپ بیٹھ کر ہماری بات سن لیں تو کیا معلوم کہ کوئی بات آپکو پسند آجائے اور اس میں آپکا فائدہ ہو، تو پھر آپ اسکو قبول فرمالیجیئے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہم یہاں سے چلیں جائیں گے۔"

مصعبؓ نے کہا تو اسید بن حضیر کے مزاج ٹھنڈے ہوئے اور وہ بولے

انصاف کی بات کی ہے آپ نے، میں آپکی"" بات ضرور سنوں گا" یہ کہہ کر اُنھوں نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑا اور وہیں بیٹھ گئے۔ پھر مصعبؓ نے انہیں قرآن کی آیات پڑھ کر سنائی، جس میں چوری نہ کرنے، کسی پر الزام نہ لگانے، پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ایک اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی جارہی تھی۔ قرآنِ پاک سنتے ہوئے ہی حضرت اسید بن حضیرؓ کا چہرہ چمکنے لگا۔ جیسے دیکھ کر اسعدؓ نے اندازہ لگایا کہ اللہ نے انکے دل میں ایمان کا نور داخل کر دیا ہے۔

اور ایسا ہی ہوا، وہ وہیں کلمہ شہادت پڑھ کر ایمان لے آئے اور کہنے لگے

واللہ میں نے اتنی خوبصورت بات کبھی نہیں ‘‘
سنی اور اس میں کچھ غلط بات نہیں۔" پھر کہنے
لگے کہ "میں اپنے بھائی سعد بن معاذ کو بھیجتا
ہوں، آپ اُسے بھی یہ پیغام دیں۔ اگر وہ ایمان
لے آئے تو واللہ آپکو یہاں تبلیغ کرنے سے کوئی
نہیں روک سکے گا" یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلے
گئے اور حضرت مصعبؓ اور اسعدؓ انکے دوست کا
انتظار فرمانے لگے۔

حضرت اسیدؓ واپس اپنے دوست سعد بن معاذ
کے پاس آئے تو سوچا کہ اگر انہیں بتادیا کہ میں
مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ میری بات سن کر
بھڑک جائیں گے اور مصعبؓ کے پاس جانے
سے انکار کر دیں گے تو کچھ ایسا کرنا چاہیے کہ یہ
خود انکے پاس جائیں۔ انہیں وہاں دیکھ کر سعد
بن معاذ نے حالات دریافت کیے تو کہنے لگے
کہ ویسے تو میں نے اس آدمی کو ڈانٹ کر بھاگا‘‘
دیا ہے وہ دوبارہ یہاں نہیں آئے گا، لیکن باتیں
اسکی کچھ بری نہ تھی۔ خیر آپکو یہ اطلاع دینی ہے
کہ کچھ قبیلے کے لوگ آپکے خالہ زاد اسعد کو قتل
کرنے وہیں جا رہے ہیں" یہ سنتے ہی سعد بن
معاذ غصّے سے بھڑک اٹھے۔

کون ہیں وہ لوگ؟ میں ابھی جا کر انکی خبر لیتا‘‘
ہوں" یہ کہہ کر وہ بھی اپنا نیزہ اٹھا کر کنوے کے
پاس پہنچے تو دیکھا کہ حضرت اسعدؓ تو سہی
سلامت بیٹھے ہیں اور ساتھ میں مصعبؓ بھی
ہیں۔ وہ سمجھ گئے کہ اسیدؓ نے اُن سے جھوٹ کہا

ہو گا تا کہ وہ بھی یہاں آ کر مصعبؓ کی بات سنے۔

لیکن انہوں نے غصّے سے اُنکی طرف قدم

بڑھائے

یہ رہا ہمارے قبیلے کا سردار "انہیں آتا دیکھ کر"

اسعدؓ نے مصعبؓ سے کہا

تو تم ہو وہ شخص جو ہمارے لوگوں کو بیوقوف بنا"

رہا ہے؟ تم ابھی کے ابھی یہاں سے نکل جاؤ

ورنہ پھر تمہاری جان کی کوئی ضمانت نہیں "

حضرت مصعبؓ اُنکی بات سن کر دوبارہ وہی

بولے جو اس سے پہلے حضرت اسیدؓ کو کہہ چکے

یعنی تھے

ہم آپ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر"

آپ بیٹھ کر ہماری بات سن لیں تو کیا معلوم کہ

کوئی بات آپکو پسند آ جائے اور اس میں آپکا فائدہ

ہو، تو پھر آپ اسکو قبول فرما لیجیۓ گا۔ اور اگر

ایسا نہ ہوا تو ہم یہاں سے چلیں جائیں گے "

انصاف کی بات کہی تم نے، ٹھیک ہے میں"

تمہاری بات سنوں گا" حضرت سعد بن معاذؓ

نے جواب دیا اور وہ بھی اپنا نیزہ رکھ کر وہیں بیٹھ

گئے۔ حضرت مصعبؓ نے انہیں بھی قرآنِ

پاک کی آیات پڑھ کر سنائی اور اسلام کی دعوت

دی۔ اچھے کاموں کی تلقین کی اور برائی سے

کنارہ کشی کرنے کو کہا۔ انکے بارے میں بھی

حضرت اسعدؓ کہتے ہیں کہ کلام پاک سنتے ہوئے

ہی انکا چہرہ سورج کی طرح روشن ہو چکا تھا اور ہم

سمجھ گئے کہ ایمان کی روح ان میں پھونکی جا چکی

ہے۔ وہ بول اٹھے

کیا خوبصورت بات ہے، خدا کی قسم ایسا عمدہ ''

کلام میں نے کبھی نہیں سنا'' اور پھر وہ حضرت

مصعبؓ کے ہاتھوں مسلمان ہو گئے۔ اور انکے

مسلمان ہونے سے مصعبؓ کے لیے تبلیغ کا

مرحلہ آسان ہو گیا۔

------------+---------+--------

--

ایک سال کا عرصہ گزرا اور اگلے حج پر انصار

مدینہ کا قافلہ مکہ آیا تو انکے ساتھ مصعبؓ بھی

تشریف لائیں، وہ ہمارے نبی ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور بولے

یا رسول اللہ ﷺ، میری ایک سال کی کمائی ''

حاضر ہے۔ میری جھولی میں ۷۵ مسلمان

ہیں۔'' یعنی پچھتر لوگ میرے ہاتھوں ایمان

لے آئے ہیں۔ یہ سن کر ہمارے نبی حضرت

محمد ﷺ کا رخ انور خوشی سے جگمگا اٹھا اور ایسا

روشن ہوا کہ کیا ہی چودھویں کا چاند چمکتا ہو۔

محمد ﷺ نے مصعبؓ کو اس قابل رشک

کامیابی پر سراہا۔ اور یوں تقریباً آدھے سے زیادہ

یثرب مسلمان ہو گیا۔ پھر ہمارے نبی ﷺ مکہ

سے یثرب تشریف لیے آئے وہاں کے لوگوں

نے دل کھول کر ہمارے نبی ﷺ کا استقبال کیا

اور اس شہر کہ نام مدینۃ الرسول پڑ گیا جیسے بعد

میں چھوٹا کر کے مدینہ کہا جانے لگا۔

--------+---------+--------

مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں نے مشرکین سے کئی جنگیں لڑیں۔ غزوۃ بدر میں مسلمانوں کو اللہ نے عظیم الشان فتح نصیب کی۔ غزوۃ بدر میں کامیابی کے بعد جب مسلمان، کفار مکہ کو گرفتار کر رہے تھے تب اُن قیدیوں میں حضرت مصعب بن عمیرؓ کا بھائی بھی تھا۔ اُسے ایک انصاری صحابی نے پکڑا تھا۔ اُسے دیکھ کر مصعب بن عمیرؓ نے انصاری صحابی سے کہا کہ "اسے آزاد مت کرنا بلکہ اسکا فدیہ لینا، اسکی ماں بہت مالدار ہے وہ تمہیں اچھا فدیہ دیگی"

کیا تم واقعی اپنے بھائی کے لیے یہ بات کہہ رہے ہو؟" انکا بھائی حیرت سے بولا۔

ہاں میں یہ بات تمہارے لیے کہہ رہا ہوں۔" اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا دشمن میرا بھائی نہیں۔ تمہارے بجائے یہ انصاری میرے بھائی ہیں جسے محمد ﷺ نے میرا بھائی بنایا ہے"

مصعبؓ نے جواب دیا اور وہاں سے چلے گئے۔ یہ تھی انکی اسلام سے محبت، جو ہر رشتے سے افضل تھی۔

جب غزوۃ اُحد ہوئی، تو حضرت محمد ﷺ نے اپنا علم (جھنڈا) حضرت مصعبؓ کو تھمایا۔ جنگ کا آغاز ہوا تو مسلمانوں نے جانبازی سے مشرکین سے مقابلہ کیا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ دیدہ دلیری کے ساتھ کفار کا صفایا کر رہے تھے۔ ایک ہاتھ میں اُنھوں نے علم تھام رکھا تھا اور ایک

میں تلوار سے کفار کا خاتمہ کے رہے تھے۔اُسی لمحے ایک بد بخت نے مصعبؓ کا وہ ہاتھ جس سے اُنہوں نے علم تھاما ہوا تھا، بازوں سے کاٹ دیا۔ حضرت مصعبؓ نے علم گرنے نہیں دیا بلکہ اُسے اپنے دوسرے ہاتھ میں تھام لیا، پھر مشرک نے انکا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا۔ لیکن مصعبؓ نے حوصلے نہیں ہارے بلکہ گھٹنے کے درمیان علم کا ڈنڈا پکڑا اور اپنی گردن سے سہارا دے کر علم کو کھڑا رکھا۔ یہاں تک کہ مشرکین نے انہیں شہید کر دیا اور تب جا کر علم زمین پر گرا۔ انکا چہرہ ہمارے نبی پاک ﷺ سے بہت مشابہہ تھا۔ اسی لیے انکو شہید کرنے والے نے یہ اعلان کر دیا کہ معاذاللہ حضرت محمد ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ جسکی وجہ سے مسلمانوں میں افرا تفری پھیل گئی اور انہیں نا قابلِ تلافی نقصان کا سامنا بھی ہوا لیکن اللہ نے کرم کیا اور مسلمانوں نے حضور ﷺ کا چہرہ دیکھ لیا اور انہیں زندہ سلامت دیکھ کر ایک بار پھر جنگ کا آغاز کیا اور مشرکین کو مار بھگایا۔

جنگ کے اختتام پر محمد ﷺ شہداء کی لاشوں کے پاس آئے، تو دیکھا کہ مصعب بن عمیرؓ اس حالت میں شہید ہوئے ہیں کہ دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ نے حکم دیا کے شہیدوں کی ذرّہ (لوہے کا جنگی لباس) اُتار دی جائے اور اسکے اندر وہ جو بھی پہنے ہوئے تھے اُسی میں انہیں دفنایا جائے۔ جب مصعب بن عمیؓ کی ذرّہ

اُتاری گئی تو وہ بس ایک چادر باندھے ہوئے
تھے۔ حضرت محمد ﷺ نے کہا کہ اسی چادر
سے انہیں ڈھانپا جائے، لیکن چادر فقط دو گز کی
ہونے کی وجہ سے اگر چہرہ ڈھانپا جاتا تو پاؤں
کھل جاتے، اور پاؤں ڈھانپے جاتے تو چہرہ کھل
جاتا۔ یہاں تک کہ نبی ﷺ نے حکم دیا کہا انکا
چہرہ ڈھانپ دیا جائے اور پاؤں کھلا رہنے دیا
جائے۔ اور پھر انہیں دفنا دیا گیا۔

یہ تھے مصعب بن عمیرؓ، جو کبھی شہزادے ہوا
کرتے تھے۔ پھر انہوں نے دنیا کے مال اور
دولت کو ٹھکرا دیا اور اللہ اور رسول ﷺ سے
سچی اور دیوانگی کی حد تک محبت کی۔ محمد ﷺ
کے یہ غلام جنکا لباس ہی دو سو دینار کا ہوا کرتا تھا
اور دمشق سے بن کر آتا تھا، ایمان لانے کے بعد
وہ دنیا میں اس حال سے گئے کہ جسم پر بس دو گز
چادر ہی تھی اور وہ بھی پوری نہ ہوتی تھی۔ لیکن
انہوں نے آخرت کما لی اور وہ مقام کمایا جو اللہ
نے بس اپنے پسندیدہ لوگوں کو ہی عطا کیا ہے۔

اللہ جنت الفردوس میں آپکے درجات بلند
فرمائے (امین)

علامہ صفی الرحمن مبارک پوری کی کتاب "الرحیق المختوم"، محمد یوسف کاندھلوی کی کتاب سیرۃ صحابہ کرام (جلد دوم) اور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کے بیانات سے ماخوذ

تحریر: ژیلہ ظفر